www.KitaboSunnat.com

اختر راہی۔ ایم۔ اے

رسولِ مقبولؐ کی معاشی زندگی

تاریخ عالم پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی وہ بے نظیر ہستی ہے جس کی زندگی کا ایک ایک گوشہ تاریخ کی روشنی میں منور ہے۔ مہاتما بدھ کی زندگی اساطیر میں الجھی ہوئی ہے۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کے بارے میں تورات وانجیل کے غلط سلط، بے ربط واقعات کے علاوہ کچھ دستیاب نہیں اور ان واقعات کی غلطی قرآن کریم میں واضح کی گئی ہے۔ زردشت کی شخصیت کا یہ حال ہے کہ ان کے تاریخی وجود ہی پر شک کیا جانے لگا ہے۔ اس کے برعکس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک ایک لمحہ تاریخی ریکارڈ میں محفوظ ہے۔ نہ صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی محفوظ ہے بلکہ وہ لوگ جو ان کی زندگی کے عینی شاہد ہیں ان کی سیرت وکردار بھی صفحاتِ تاریخ پر ثبت ہے۔ اسپرنگر نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ اس فن میں دنیا کی دوسری کوئی قوم مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سماجی زندگی میں "معاش" ایک اہم پہلو ہے اور سیرت کی کتابوں میں بچپن سے لے کر رحلت تک کی معاشی مصروفیات کا تذکرہ موجود ہے۔ انہی تاریخی معلومات کو ترتیب سے پیش کیا جاتا ہے۔ تاہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی کا مطالعہ کرنے سے پہلے جزیرۃ العرب کے جغرافیائی حالات پر سرسری نظر ڈال لینا ضروری ہے۔

جغرافیائی حالات جزیرۃ العرب سے مراد وہ پورا جزیرہ نما ہے جس کے ایک طرف بحرِ احمر، دوسری طرف بحرِ روم، تیسری طرف فارس اور جنوب میں بحرِ عرب ہے۔ شمال میں کردستان کی پہاڑیاں اسے ترکی سے جدا کرتی ہیں اور مغرب میں نہر سویز افریقہ سے علیحدہ کرتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شمالاً جنوباً پورٹ سعید (العریش) سے عدن تک طول پندرہ سو میل اور شرقاً غرباً سویز سے فرات تک عرض چھ سو میل ہے۔ کل رقبہ تیرہ لاکھ مربع میل ہے۔ جزیرۃ العرب کا سارا علاقہ مسطح نہیں۔ کہیں کہیں کوہستانی سلسلے موجود ہیں۔ بڑا حصہ لق و دق صحرا ہے۔ شمالی حصے میں شام اور سعودی عرب کا درمیانی علاقہ وسیع ریگستان ہے جسے اہل عرب "بادیہ شام" اور غیر عرب "بادیہ عرب" کہتے ہیں جنوبی حصے میں یمن، عمان اور یمامہ کے درمیان دوسرا ناقابلِ بود و باش بے آب و گیاہ صحرا ہے جسے ربع الخالی" کہا جاتا ہے۔ اس صحرا کی ایک لوک بحرین اور نجد سے گزر کر صحرائے شام میں داخل ہو جاتی ہے اس صحرا کا مجموعی رقبہ اڑھائی لاکھ مربع میل ہے۔

" ربع الخالی " کے جنوبی حصے میں تھوڑی سی بارش سے کچھ ہریالی ہو جاتی ہے۔ خانہ بدوش قبیلوں کے اونٹوں کا گزارہ اسی ہریالی پر ہے اور یہ قبائل سبزے کی تلاش میں سارا سال گھومتے پھرتے ہیں۔

گستاولی بان لکھتا ہے:

پیداوار اور زراعت "اس ملک کے خطوں کی آب و ہوا مختلف ہے۔ اس کی پیداوار بھی مختلف ہے۔ اس میں گرم اور معتدل دونوں ملکوں کی چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ عربستان کے شاداب خطوں میں تقریباً وہ سب میوہ جات اور غلے موجود ہیں جو یورپ میں پیدا ہوتے ہیں۔ یمن کے خطے میں زراعت خوب ہوتی ہے لیکن کاشتکاروں کو محنتِ شاقہ کرنی پڑتی ہے کیونکہ ہمیشہ زمین کو سیراب کرنے کی ضرورت ہے اور اس کام کے لیے بارش کا پانی کنوؤں اور حوضوں میں جمع کیا جاتا ہے[1]

یمن اپنی زرخیزی اور شادابی کی وجہ سے قدیم ایام سے بیرونی لوگوں کی توجہ کا مرکز رہا ہے بحرِ احمر کے ساتھ ساتھ عسیر کا علاقہ بھی سرسبز ہے یہاں کبھی کبھی بارش ہو جاتی ہے اور سبزہ اونٹوں کا چارہ بن جاتا ہے۔ نیز عسیر میں طویل کوہستانی سلسلے "جبل السرات" پر کئی چراگاہیں موجود ہیں۔

معدنیات قدیم اقوام میں عرب کی شہرت اس کی طلائی اور نقرئی معدنیات اور خوشبودار اشیاء کی پیداوار کی وجہ سے تھی۔ یونانی مورخ ہیروڈوٹس نے اپنی تاریخ میں عرب کی اس خصوصیت کا ذکر کیا ہے۔ تورات تو ملکِ عرب کے سونے، چاندی اور بخورات کے ذکر سے بھری پڑی ہے، مثلاً

" جدعون نے ان سے کہا کہ نہ میں تم پر حکومت کروں اور نہ میرا بیٹا بلکہ خداوند

---

[1] تمدنِ عرب ص ۹۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی تم پر حکومت کرے گا اور جدعون نے ان سے کہا کہ میں تم سے یہ عرض کرتا ہوں کہ تم میں سے ہر شخص اپنی لوٹ کی بالیاں مجھے دے دے (یہ لوگ اسماعیلی تھے اس لیے ان کے پاس سونے کی بالیاں تھیں) انھوں نے جواب دیا کہ ہم ان کو بڑی خوشی سے دیں گے۔ پس انھوں نے ایک چادر بچھائی اور ہر ایک نے اپنی لوٹ کی بالیاں اس پر ڈال دیں[1]"

مسلمانوں میں ابن حائک ہمدانی (م ۳۲۰ھ) نے اپنے جغرافیے میں معادنِ عرب کا کھوج لگایا ہے۔ علمائے یورپ میں برٹن[2] (Burton) نے The Gold Mines of Midian میں مدین کے طلائی معادن کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ عمان اور بحرین کے ساحلی علاقوں میں موتی نکالے جاتے ہیں[3]۔

صنعت و حرفت

شہری آبادی کی ضروریات کے پیشِ نظر صنعت و حرفت کا وجود ناگزیر تھا اور عرب کے ہر حصے میں اعلیٰ یا ادنیٰ صنعتی اشیاء تیار ہوتی تھیں۔ تاریخ عرب میں صنعتی اشیاء پر کوئی خاص روشنی نہیں ملتی تاہم یمن کی پارچہ بافی اور جفت سازی مشہور تھی۔ چمڑا رنگنے کا فن (دباغت) عہدِ جاہلیت ہی سے مشہور تھا۔ یمن کی رنگی ہوئی کھالیں اس قدر مشہور تھیں کہ فارسی شعراء کے کلام میں بھی اس کی تلمیحات ملتی ہیں۔ کھالوں کے اعلیٰ ہونے کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ستارہ سہیل جو یمن کے مقابل طلوع ہوتا ہے اس کی روشنی میں کھال کی دباغت بہت عمدہ ہوتی ہے۔

عربوں کا اہم پیشہ لوٹ مار تھا اور اس پیشے پر انھیں فخر تھا۔ اس پیشے کی وساطت سے شمشیر سازی اور نیزہ سازی کی طرف توجہ دی گئی۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی نگاہ میں وہ پیشہ عمدہ خیال کیا جاتا تھا جو انھیں جنگ و جدل میں معاون ثابت ہوتا تھا۔

---

[1] قضاۃ ۸: ۲۴-۲۶

[2] سر رچرڈ برٹن ۱۸۲۱ء میں پیدا ہوا۔ ۱۸۴۲ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کا ملازم ہو کر ہندوستان آیا اور نیلگری پہاڑوں کی تحقیقات کیں۔ ۱۸۵۲ء میں برٹن نے درویش کے بھیس میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کی اور اپنے سفر کا احوال تین جلدوں میں لکھا۔ افریقہ، جنوبی امریکا اور فلسطین میں بھی اس سیاح نے سفر کیا اور ہر ایک کے بارے میں مبسوط کتابیں تصنیف کیں۔ "الف لیلہ" کا لفظی ترجمہ کیا جس کی وجہ سے خاصا مشہور ہے۔ ۱۸۹۰ء میں انتقال کیا (حاشیہ تمدن عرب ص ۹۹)۔

[3] ارض القرآن ص ۸۶۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبا کا پایہ تخت مآرب روئی اور کپڑے کے کاروبار کے لیے زمانۂ اسلام تک مشہور تھا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں کے باشندوں پر نقد جزیہ عاید کرنے کے بجائے کپڑا ہی مقرر کیا تھا۔ اسی طرح اہل نجران پر بھی حلّوں کی صورت میں جزیہ عائد کیا گیا۔

تجارت جزیرۃ العرب کے آباد علاقے تمام تر ملک کے تین اطراف بحری سواحل پر واقع ہیں۔ بحرین اور عمان خلیج فارس پر، حضرموت اور یمن بحر عرب پر اور مشرق میں حجاز و مدین بحر احمر پر واقع ہیں۔ زراعت اور صنعت پسماندہ ہونے کی وجہ سے تجارت کے کاروبار کو فروغ حاصل ہوا۔

عربوں کی تجارت پر تورات اور یونانی جغرافیہ دانوں کے بیانات سے کچھ روشنی پڑتی ہے۔ ان بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب تاجر دو ہزار برس قبل مسیح سے برابر یہ خدمات انجام دے رہے تھے۔ عربوں کے تجارتی تعلقات ہندوستان، حبش، ایران، بابل، مصر اور یونان سے قائم تھے۔ یہ جملہ ممالک عرب کے اردگرد اس طرح واقع ہیں کہ عرب اس دائرہ کا مرکز ہے۔ اندرون جزیرہ نما بھی تجارت ہوتی تھی۔ شام، عراق اور سعودی عرب و یمن کے درمیان بھی تبادلۂ اشیاء ہوتا تھا۔

عربوں کی تجارت کا سرمایہ عموماً تین چیزیں ہوتی تھیں۔

۱۔ کھانے کا مسالہ اور خوشبودار اشیاء

۲۔ سونا، جواہرات اور لوہا۔

۳۔ چمڑا، کھالیں، زین پوش اور بھیڑ بکریاں۔

دو ہزار سال قبل مسیح جو عرب تاجر بار ہا مصر جاتے تھے۔ ان کا سامان تجارت ان آیات سے واضح ہے۔

بلسان، صنوبر، لوبان اور دیگر خوشبودار چیزیں[1]

حضرت داؤد علیہ السلام ایک ہزار سال قبل مسیح میں سبا کا سونا مانگتے ہیں[2]

۹۵۰ ق م میں حضرت سلیمانؑ کے دربار میں ملکۂ سبا جو تحفہ لائی وہ یہ تھا۔

"خوشبودار چیزیں، بہت سا سونا، بیش قیمت جواہر"[3]

حضرت سلیمانؑ کی کشتیاں یمن کی بندرگاہ اوفر سے سونا لاتی تھیں[4]

دورِ جاہلیت میں قریش کی تجارت خاندانِ قریش کے جدِ امجد قصی نے تجارت کو دور دراز تک پھیلایا۔ قیصر روم اور شاہ نجاشی سے قصی کے تجارتی روابط

[1] تکوین ۳۷، ۲۶؛ [2] زبور ۷۲؛ [3] ۲۔ ایام ۹:۹؛ [4] ملوک ۹:۲۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے یمن اور بازنطینی سلطنت کے زیرِ اثر علاقوں میں بے روک ٹوک تجارت کی غرض سے ان بادشاہوں سے پروانے حاصل کئے۔ ابنِ حبیب کی روایت کے مطابق قصی کے چار بیٹے تھے اور ان میں سے تین تجارتی سفروں میں فوت ہوئے۔

قرآنِ کریم میں قریش کے تجارتی قافلوں اور سفروں کا ذکر سورہ قریش میں "رحلة الشتاء والصیف" کے الفاظ میں کیا گیا ہے۔ قریش کی معاشی زندگی کا انحصار تین چیزوں پر تھا۔

۱۔ رحلة الشتاء والصیف

قریش جاڑوں میں جنوب یعنی یمن کی طرف کاروانِ تجارت لے کر جاتے تھے اور گرمیوں میں شام اور ایشیائے کوچک کا رخ کرتے تھے۔ ذی قعدہ کے مہینے میں قریش کے تجارتی قافلے واپس مکہ آجاتے تھے کیونکہ اگلے ماہ ذی الحجہ میں ان کا مکے میں موجود ہونا ضروری ہوتا تھا۔

۲۔ عرب میں مختلف مقامات پر بازار لگتے تھے۔ تیرہ مقامات کے نام تاریخ میں موجود ہیں یعنی دُومۃ الجندل، مشقر، صحار، دبا، شحرہ، عدن، صنعاء، حضرموت، عکاظ، ذوالمجاز، منیٰ، خیبر یمامہ۔ مکہ کے قریب عکاظ کے موقتی بازار میں قریش اپنا مال فروخت کرتے تھے۔

۳۔ محصولِ بدرقہ: چونکہ جزیرۃ العرب میں لوٹ مار عام تھی اس لیے نجد و حجاز سے گزرنے والے تاجر اپنی حفاظت کے لیے قریش کو محصول ادا کرکے ان سے حفاظتی دستہ حاصل کرتے تھے تاکہ قریش کے حلیف ان پر ڈاکہ نہ ڈالیں۔ کبھی دو چار قریشی نوجوان قافلے کے ساتھ ہو جاتے تھے اور کبھی قریشی نوجوان کے زیرِ سرکردگی غلاموں کو ساتھ بھیج دیا جاتا تھا۔

ولادتِ نبی اکرمؐ

واقعۂ فیل کے ۹۲ یا ۹۴ دن بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے سردار عبدالمطلب کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت سے تین ماہ پہلے شام کے ایک سفر سے واپس آتے ہوئے مدینہ کے قریب آپؐ کے والد کا انتقال ہو چکا تھا۔ چھ سال کی عمر تھی کہ والدہ وفات پاگئیں۔ نو سال کی عمر میں دادا عبدالمطلب نے بھی داغِ مفارقت دے دیا۔ عبدالمطلب ایک خوش حال قریشی سردار تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو والد سے ورثے کے طور پر پانچ اونٹ، دو چار اونٹنیاں اور کچھ بکریاں ملی تھیں۔ ایک باندی اُمِ ایمن کا ذکر بھی آتا ہے جنھوں نے آپؐ کو دودھ بھی پلایا تھا مگر یہ وراثت اتنی کم تھی کہ نو سال کی کفالت کے لیے یہ مال کوئی حقیقت نہیں رکھتا تھا۔

عبدالمطلب کی وفات کے بعد آپ کی نگرانی شفیق مگر مفلوک الحال چچا کے سپرد ہوئی۔ ابوطالب کثیر العیال تھے اور آمدنی کا کوئی معقول ذریعہ نہ تھا۔ گزر بسر کا ذریعہ محض تجارت تھی مگر تجارت کے لیے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مال شرط ہے اور ابوطالب بہت غریب تھے۔ دوسروں کا مال عرب کے میلوں میں لے جاتے تھے اور مزدوری پاتے تھے۔ اس قلیل آمدنی میں مشکل گزر بسر ہوتی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مفلوک الحال چچا کا ہاتھ بٹانے کی خاطر مزدوری پر اہلِ مکہ کی بکریاں چرانے کا کام کیا۔ ابوطالب کی مدد چار بکریاں بھی ساتھ لے لیتے تھے۔

نوجوانی نوجوانی میں مکہ کے تاجروں کے ہاں مزدوری اور کبھی کبھی نفع پر کام شروع کر دیا۔ مکہ میں رواج تھا کہ تاجر موسمِ حج میں مال خرید لیتے تھے اور کسی دیانتدار آدمی کے ہاتھ نجد، یمن اور شام کی منڈیوں میں بھیج دیا کرتے تھے۔ اکثر مال لے جانیوالے کی مزدوری پہلے ہی طے کر دی جاتی تھی اور نفع میں اس کا ہرگز کوئی حصہ نہ ہوتا تھا اور کبھی اُجرت کے ساتھ نفع سے بھی کچھ حصہ دے دیا جاتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، سہیل کا مال دوسرے ملکوں میں لے جاتے تھے۔

۲۵ سال کی عمر تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجرت پر کام کیا اور اپنی دیانت و امانت اور فرض شناسی کا ایسا نمونہ پیش کیا کہ 'صادق الامین' لقب پایا۔ بہت سے لوگ آپؐ کو اپنا شریکِ تجارت بنانے کی خواہش کا اظہار کرنے لگے۔ آپؐ کا شعار تھا کہ جب اپنا اور دوسروں کا مال لے کر باہر جاتے تو واپسی پر سب سے پہلے شرکاء کو منافع کی ایک ایک کوڑی کا حساب دیتے۔ جن لوگوں نے آپؐ کے ساتھ تجارت میں شراکت کی تھی، ان میں سے اکثر نے بعد میں اسلام قبول کر لیا۔ وہ ہمیشہ آپؐ کے حُسنِ معاملت اور دیانتداری کی تعریف کرتے تھے۔ حضرت قیسؓ بن سائب مخزومی ان لوگوں میں سے ہیں جو عہدِ جاہلیت میں آپؐ کے شریکِ تجارت رہ چکے تھے۔ وہ آپؐ کی نسبت کہا کرتے تھے کہ "میں نے عہدِ جاہلیت میں آنحضرتؐ سے تجارتی ساجھا کیا تھا۔ دیانت داری اور راست بازی میں آپؐ بے مثال تھے اور حساب کے معاملے میں ان کا مجھ سے کبھی جھگڑا نہ ہوا۔"

تجارت سے جو کچھ حاصل ہوتا تھا اس سے بمشکل گزر بسر ہوتی تھی۔ ابوطالب نے خدیجۃ الکبریٰؓ اور آپؐ کے نکاح کے موقع پر جو خطبہ پڑھا تھا۔ اس میں آپؐ کے اخلاقِ کریمانہ اور شرافتِ نفسی کا صریحاً ذکر کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ آپؐ کے پاس مال و زر بالکل نہیں ہے۔ نیز ۲۵ برس کی عمر تک ناکتخدا رہنا بھی بے زری کی دلیل ہے جب کہ قریش کے سولہ سترہ برس کے نوجوانوں کی شادیاں ہو جاتی تھیں۔

تجارت کے سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد سفر کیے۔ فلسطین، شام، یمن، بحرین اور غالباً حبشہ کا سفر بھی کیا تھا اور ان مقامات کی خوب سیر کی تھی۔ مدتوں بعد بھی ان علاقوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اہم شہروں کے نام، محل وقوع اور دیگر اہم تاریخی اور جغرافیائی معلومات آپؐ کے ذہن میں محفوظ تھیں۔ نجاشی کے نام وہ مکتوب دیکھتے ہوئے جو آپؐ نے جعفر طیارؓ کے تعارف کے لیے لکھا تھا یا نبوت کے پانچویں سال حبشہ کی جانب مہاجرین کو رخصت کرتے ہوئے جو الفاظ آپؐ نے ادا کیے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ حبشہ اور دربارِ حبشہ سے خوب واقف تھے۔

عام الوفود میں آپؐ کے پاس عرب کے اکثر مقامات کے وفود آئے تو ان میں عبدالقیس کا وفد بھی تھا جو بحرین سے آیا تھا۔ آنحضرتؐ نے بحرین کے اہم مقامات کا نام لے کر ان کی حالت دریافت کی۔ اس پر ان لوگوں کو تعجب ہوا کہ آپؐ ان مقامات سے کیسے واقف ہیں؟ لیکن آپؐ نے یہ بتا کر ان کی حیرت دور کر دی کہ میں نے یہ مقامات خوب دیکھے ہیں۔

مکّی زندگی

۱۵ سال قبل نبوی میں حضرت خدیجہؓ سے نکاح کی رسم ادا ہوئی تو نبی اکرمؐ ان کے گھر آ گئے۔ نکاح کے بعد بھی تجارت کا شغل جاری رکھا مگر نزولِ وحی سے تقریباً پانچ سال پہلے کاروبارِ دنیا سے طبیعت اچاٹ ہو گئی تھی اور تجارت کی طرف رغبت پہلے سے بہت کم ہو گئی تھی۔ صرف حج کے موقع پر معمولی لین دین کرتے تھے جس سے آذوقۂ حیات حاصل ہو جاتا تھا۔ باقی وقت یادِ الٰہی اور اصلاحِ معاشرہ میں گزارتے تھے۔ نزولِ وحی سے دو سال پہلے تو یہ حالت تھی کہ دو دو ہفتے کی غذا لے کر غارِ حرا میں جا بیٹھتے اور یادِ الٰہی میں مشغول و منہمک رہتے تھے۔

اعلانِ نبوت کے بعد تیرہ سال مکہ میں بسر کیے۔ مکی زندگی اگرچہ فقر و فاقہ کی زندگی نہ تھی لیکن خوشحالی کی بھی نہ تھی۔ مخالفین نے اسلام کی دعوت کو ابتداء میں نظر انداز کرنے کی کوشش کی کہ شائد یہ آواز خود بخود ہی دم توڑ دے گی مگر جب ان کا یہ خیال خام نکلا تو ترغیب و تحریص سے کام نکالنے کی کوشش کی گئی۔ مگر اصولوں پر سمجھوتہ ناممکن تھا۔ نبی اکرمؐ نے کہہ دیا کہ اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر چاند اور بائیں ہاتھ پر سورج بھی لا کر رکھ دیں تو میں اپنے مقصدِ حیات سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں۔ ترغیب و تحریص کی یہ کوششیں ناکام ہو گئیں تو ظلم و تشدد کی چکّی پوری قوت سے چل پڑی۔ صحابہ کرام پر لرزہ خیز مظالم کیے گئے۔ اس دور میں مسلمانوں کے لیے بازار میں کاروبار کرنا تقریباً ناممکن ہو گیا۔ آخر کفار نے سوشل بائیکاٹ کر دیا اور نبی اکرمؐ کے ساتھ آپ کے چچا ابو طالب کو بھی محصور ہونا پڑا۔ تین سال تک یہ سوشل بائیکاٹ جاری رہا اور جب ختم ہوا تو نبی اکرمؐ کے پاس نہ سرمایہ تھا اور نہ پہلے سے تعلقات نہ کاروبار کی کوئی صورت نہ تھی البتہ آپؐ کے جاں نثار غلام زیدؓ موسمِ حج میں کچھ کام کر لیتے تھے۔

جب مشرکین مکّہ کے مظالم حد سے بڑھ گئے تو آپؐ نے مدینہ منورہ کو ہجرت کی۔ آپؐ کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفیقِ طریق حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس بہت سے دینار تھے۔ انھوں نے وہ اپنے ساتھ لیے مگر حضورؐ کے پاس ساتھ لے جانے کے لیے کوئی سرمایہ نہ تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کی یہ رقم مسجدِ نبوی کی زمین خریدنے اور مہاجرین کی آبادکاری کے کام آئی۔ مکہ معظمہ میں آپ کی کوئی غیر منقولہ جائداد بھی نہ تھی۔ البتہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا ایک چھوٹا سا مکان تھا جس میں آپؐ کا خاندان سکونت پذیر تھا اور ہجرت کے بعد بی بی زینبؓ رہائش پذیر تھیں۔

مدنی زندگی

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں نبی اکرم ایک سربراہِ ریاست کی حیثیت سے تھے۔ مدینہ جاتے ہی یہود کے ساتھ معاہدہ ہوا اور انھوں نے اختلافی معاملات میں آپؐ کو حکم تسلیم کر لیا۔ مکہ میں نبی اکرمؐ کی مصروفیات کم تھیں مگر مدینہ میں آپؐ حاکم تھے، سپہ سالار تھے اور عادل بھی۔ ان گوناگوں مصروفیات میں کاروبار عملاً ناممکن تھا۔ آغاز میں بیت المال کی آمدنی ضروریات کے مقابلے میں اس درجہ کم تر تھی کہ صحابہؓ کرام تنگ دستی سے گزر بسر کرتے تھے۔ نبی اکرمؐ اور ان کے اہل و عیال عسرت کی زندگی گزار رہے تھے اور بعض اوقات کئی کئی دن چولہے میں آگ تک نہ جلتی تھی اور ایسی ہی زندگی کئی دوسرے صحابہ کی تھی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مدینہ منورہ میں قیامِ سلطنت پر مہاجرین کو بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر انصار کی جاں نثاری اور اولوالعزمی نے جملہ مشکلات پر قابو پا لیا۔ مہاجرین کی سرگرمیاں دوبارہ عود کر آئیں۔ حضرت ابوبکرؓ کپڑے کی تجارت کرنے لگے "سنح" کے مقام پر ان کا کپڑے کا کارخانہ تھا۔ حضرت عمرؓ بھی تاجر تھے اور ان کی تجارت کا سلسلہ ایران تک پھیلا ہوا تھا۔ حضرت عثمانؓ بنو قینقاع کے بازار میں کھجوروں کی خرید و فروخت کرتے تھے۔ عبد الرحمٰنؓ بن عوف پنیر بیچتے تھے۔ حضرت زبیرؓ بھی کپڑے کے تاجر تھے اور شام سے ان کا بیوپار تھا۔ اسی طرح دیگر عام مہاجرین "یبتغوا من فضل اللّٰہ" (الجمعہ) کے حکمِ قرآنی کے پیشِ نظر تجارت یا زراعت کو اپنائے ہوئے تھے۔

سنہ ۷ھ میں خیبر اور فدک کی زرخیز اراضی مسلمانوں کے قبضے میں آگئی۔ بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہودی قبائل زرخیز اور سرسبز زمینیں چھوڑ کر گئے تھے اور ان کا ⅕ حصہ بیت المال میں آچکا تھا لیکن خراج اتنا کم تھا کہ ضروریاتِ صحابہؓ کے لیے ناکافی محض تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مہمان بکثرت آنے لگے تھے۔ عرب قبائل کے وفود کی تعداد میں اضافہ ہو گیا۔ اصحابِ صفہ کا خرچ جدا تھا اس لیے فارغ البالی اور خوشحالی کے باوجود نبی اکرمؐ کی زندگی میں عسرت برقرار رہی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو معمولی آمدنی تھی اس میں سے بھی غریبوں اور مسکینوں کی امداد فرمایا کرتے تھے۔ اس لیے صحابہ کرامؓ کو فقر و فاقہ کی زندگی بار نہ تھی۔ وہ سب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو نمونہ بنائے ہوئے تھے۔ یہی وہ تربیت تھی جس کی وجہ سے وہ کبھی بھی بادشاہوں کی پر تکلف اور انواع و اقسام کے کھانوں سے مملو دعوتوں، بیش قیمت لباسوں اور شان دار مکانوں سے مرعوب نہ ہوئے۔ صحابہ کرامؓ روم و ایران کے درباروں میں فاتحانہ داخل ہوئے مگر درباروں کے ریشمی پردے، منقش قالین اور زر و جواہر سے لدے ہوئے تاج ان کی نگاہیں خیرہ نہ کر سکے۔

ترکہ عمرو بن الحارث جو ام المومنین حضرت جویریہؓ کے بھائی ہیں۔ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکہ میں صرف ہتھیار، اپنی سواری کا خچر اور کچھ زمین کا ٹکڑا چھوڑا تھا اور وہ بھی صدقہ فرما گئے۔

ماخذ: ارض القرآن ج ۱-۲ (سید سلیمان ندویؒ) تفسیر سورۃ ایلاف مطبوعہ "البلاغ" کراچی جمادی ۱۳۸۸ھ، عہد نبویؐ کا نظام حکمرانی، سیاسی وثیقہ جات — ڈاکٹر حمید اللہ)، تمدنِ عرب (گستاؤلی بان، مترجم سید علی بلگرامی) رحمۃ للعالمین (قاضی سلیمان منصور پوریؒ) سیرت النبی ۱-۲ (علامہ شبلی نعمانیؒ) کتاب مقدس، فاران (سیرت نمبر)

دینی ذوق پیدا کرنے والی کتب

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
ترجمان القرآن جلد اول مولانا ابوالکلام آزاد	۳۶/	تاریخ اہل حدیث	۳/۷۵
ام الکتاب 〃 〃 〃	۱۸/	جلاء حق، امام ابن تیمیہؒ	۷/۵۰
شہادت حسین 〃 〃	۳/۵۰	پیارے رسول کی پیاری دعائیں	۱/۵۰
جنت کی کنجی مجلد	۶/۷۵	مسنون دعائیں	۲/۲۵
دوزخ کا کھٹکا مجلد	۶/	رسول کی سنتیں	۰/۶۰
مسلمان خاوند، از مولانا محمد ادریس انصاری	۳/	رجب کے کونڈوں کی حقیقت	۰/۶۰
مسلمان بیوی 〃 〃 〃	۳/	نخبۃ الاحادیث	۰/۳
میری نماز	۳/	احوال الآخرت	۶/۰
جنت اور اس کی بہاریں	۲/	تعلیم العربیہ	۲/۲۵
نقش توحید	۳/۷۵	گناہوں کا بدلہ دنیا میں	۲/۲۵
حقوق والدین	۰/۷۵	فضائل تہجد	۳/۷۵
صلوٰۃ الرسول	۱۰/۵۰	تہذیب النسواں	۱۶/۵۰

اس کے علاوہ ہر قسم کی کتب منگوانے کے لیے ہمارا پتہ نوٹ فرمائیں —— اسلامی اکادمی اُردو بازار لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ